کے لوگ خطبات کو کافی دلچسپی کے ساتھ سنتے ہیں، سمجھتے ہیں، اور نماز سے واپس جا کر ان کا مفہوم دوسرے لوگوں سے بیان کرتے ہیں۔

یہ مسلمانوں کی تنظیم کا پہلا قدم ہے۔ لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی تنظیم کی صورت کیا ہے؟ اس کا پروگرام کیا ہے؟ یہ کروڑوں کا انبوہ جو لاکھوں مربع میل زمین پر پھیلا ہوا ہے، اسکو آخر کس طرح منظم کیا جائے؟ ان تمام سوالات کی بنا اپنے دین اور اسکے اصول سے ناواقفیت کے سوا اور کچھ نہیں۔ مسلمانوں کیلئے تو حقیقت میں تنظیم کا پروگرام بنا بنایا پہلے سے موجود ہے۔ ہر مسلمان کے اندر منظم ہونے کی فطری استعداد ہر وقت قوت سے فعل میں آنیکے لیے تیار رہتی ہے۔ وہ خدا اور رسول پر ایمان لانیکے ساتھ ہی ایک انجمن کا ممبر بن چکا ہے۔ اب اس کے سوا کسی چیز کی حاجت نہیں کہ اسکی ممبر شپ کو تازہ کر دیجیے، اسے یاد دلا دیجیے کہ یہی وہ انجمن ہے جس کا تو ممبر ہے اور خدا کے مقرر کردہ پروگرام کے مطابق ہر ہفتہ اس کو اپنے مرکز کی طرف سمٹتے رہنے کی عادت ڈال دیجیے۔ جمعہ کی طاقت وہ زبردست طاقت ہے جو آٹھ کروڑ مسلمانوں کو دیکھتے دیکھتے ایک کانگریس بنا سکتی ہے۔ یہ ایسا ماس کانٹیکٹ (ربط عوام) ہے جسکا تصور بھی کسی جواہر لال اور کسی گاندھی کے دماغ میں نہیں آسکتا۔ اسی کے ذریعہ سے آپ جمہور مسلمین کی تمدنی اصلاح، معاشی فلاح، تعلیم عمومی، اور سیاسی تنظیم کے سارے پروگرام بتدریج عمل میں لا سکتے ہیں، بشرطیکہ جمعہ کی طاقت کو سمجھنے والے اور اس سے حکمت کے ساتھ کام لینے والے پیدا ہو جائیں، اور ہمارے نئے تعلیم یافتہ نوجوان اور پرانے گروہ کے علماء، جو خیالاتِ خام کے پیچھے دوڑتے پھر رہے ہیں، ایک ضابطہ کے ساتھ ان تھک کوشش کرنے کیلئے آمادہ ہو جائیں۔ مگر یہ فرد رہے کہ یہ کام کسان کا سا صبر چاہتا ہے، اور اسے صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو جلسوں اور جلوسوں

کی چاشنی کے بغیر خشک اور بے مزہ محنت کی تلخیاں اپنے مقصد کی دھن میں گوارا کر سکتے ہوں۔

جو حضرات درحقیقت کچھ کام کرنا چاہتے ہیں، انکو میں مشورہ دونگا کہ اسی طرز پر اپنے حلقوں میں جمعہ کی مرکزیت قائم کرنیکی کوشش کریں، اور اس اجتماع سے، زیادہ سے زیادہ جتنا کام لینا ممکن ہو، لیں۔ اپنے خطبات کو میں نمونہ کے طور پر "ترجمان القرآن" میں شائع کرتا رہونگا۔ ان سے لوگوں کو معلوم ہو گا کہ اختلافی مسائل سے بچ کر خطبۂ جمعہ سے عامۂ مسلمین کو اصولِ دین کی تعلیم دینے اور انکے اندر مسلمان ہونے کا احساس زندہ کرنیکا کام کس طرح لیا جا سکتا ہے۔ اسکے ساتھ ہی یہاں جمعہ کی مدد سے تنظیم و اصلاحِ عوام کا کام جس جس طریقہ سے لیا جائیگا اسکی تفصیلات بھی شائع کی جاتی رہینگی، تاکہ جو لوگ کام کرنا چاہتے ہیں وہ اس طریقہ کی پیروی کر سکیں۔ اس کا یہ مدعا نہ سمجھ لیا جائے کہ لوگ بجنسہٖ انہی خطبوں کو پڑھیں یا ہوبہو ان کاموں کی نقل اتاریں۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگوں کو اصول اور طریق کار سمجھ لینا چاہیے، اور اپنے اپنے مقامی حالات کے لحاظ سے اس کو عمل میں لانا چاہیے۔

اس سلسلہ میں دو چیزوں کی طرف میں علمائے کرام کو خاص طور پر توجہ دلاؤنگا۔

ایک تو دیہات میں نماز جمعہ کا مسئلہ ہے، جس کے متعلق فقہائے حنفیہ کے فتوے سے عام مسلمانوں میں سخت غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دیہات کے باشندوں سے جمعہ کا فرض ساقط ہو گیا ہے، اور اقامت جمعہ کیلیے گھروں کی ایک مخصوص تعداد اور منڈی و بازار گویا منصوص ہیں۔ اس چیز نے فرضیت جمعہ کے مقصد ہی کو فوت کر دیا ہے، اور اس سے مسلمانوں کی جماعت کو نقصان عظیم پہنچ رہا ہے۔ فقہ حنفی پر جہانتک میں نے غور کیا ہے، میرے نزدیک اسکی رو سے یہ بالکل صحیح ہوگا اگر ایک ایک ہی حلقہ کے مسلمان باہمی اتفاق سے کسی گاؤں کو اغراض جمعہ کیلیے مصر جامع قرار دے لیں، چاہے وہاں بازار ہو یا نہ ہو اور مسلمانوں کی آبادی کم ہو یا زیادہ۔ اس قاعدہ کو تسلیم

کر لینے سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ جگہ جگہ دیہی حلقوں میں مساجد جوامع بن جائینگی اور یہ لکھوکھا مسلمان جو دیہات میں منتشر ہیں، اقامت جمعہ کے ذریعہ سے باہم مربوط ہوتے چلے جائینگے۔ خود متقدمین حنفیہ کا منشا بھی اقامت جمعہ کیلیے مصر کی شرط لگانے سے یہی تھا، اگر الفاظ کی غلامی سے نکل کر مقصد اور روح کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

دوسری چیز خطبۂ جمعہ کی زبان ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ علماء کا ایک بڑا گروہ غیر عربی میں خطبہ دینے کو مکروہ سمجھتا ہے، اور جن وجوہ کی بنا پر ان کا یہ خیال ہے وہ بڑی حد تک معقول ہیں۔ لیکن آخر مکروہ اور حرام میں کچھ تو فرق تو ہونا چاہئے۔ مکروہات کو محرمات کا درجہ دینا درست نہیں۔ شریعت میں یہ اصول مسلّم ہے کہ اگر کسی امر مکروہ سے کوئی بڑی مصلحتِ شرعی حاصل ہوتی ہو تو اسکو اختیار کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن بھی ہوسکتا ہے۔ اسی بنا پر بعض بدعات کو حسنات میں شمار کیا گیا، حالانکہ بدعت فی نفسہٖ مکروہ ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اس مصیبت کے وقت میں اگر ہم جمعہ کے غیر عربی خطبہ سے مسلمانوں کی اصلاح و تنظیم کا اچھا کام لے سکتے ہیں تو یہ بدعت آخر کیوں بدعت حسنہ نہیں ٹھرائی جاسکتی۔ اسکے نقصانات سے اس کے فوائد، دنیوی نہیں بلکہ دینی فوائد...... بہت زیادہ ہیں، اور ایک مکروہ ایسے ہی فوائد کی بنا پر جائز اور مستحسن بن سکتا ہے۔

شوال کی اشاعت میں "دار الاسلام" کا مضمون شائع ہوتے ہی ناظرین ترجمان القرآن میں ایک حرکت پیدا ہوگئی اور اس کثرت سے خطوط آنے شروع ہوگئے کہ جن سے مجھے اندازہ ہوا کہ مسلمان اسوقت ایک صحیح اسلامی عمل کیلیے کسقدر بے چین ہو رہے ہیں۔ میں اسکو ایک فال نیک سمجھتا ہوں۔ پیاس کا احساس ہی پانی کے فراہم ہونے کی تمہید ہے۔ لیکن میں اپنے بھائیوں سے کہونگا کہ زیادہ بے صبری نہ کریں۔ شور و ہنگامہ کیساتھ قوم میں ایک وقتی ہیجان پیدا کردینے کا طریقہ بارہا آزمایا جاچکا ہے اور ثابت ہوچکا ہے کہ یہ طریقہ قوم کو بنانے میں کچھ بھی کارگر نہیں ہوسکتا۔ اب ہمیں کوشش کرنی ہے کہ صحیح اسلامی اصولوں کے مطابق مضبوط بنیادوں پر ایک تعمیری تحریک اٹھے اور وہ پھیلنے کی اتنی حریص نہ ہو جتنی استحکام کی حریص ہو۔ ہم آگ ضرور لگانا چاہتے ہیں، مگر ایسی